127179 ـ كيا كافر جج يا يورپى عدالت كى طلاق واقع ہوگى

سوال

ميں اپنے خاوند كے ساتھ ايك يورپى ملك ميں رہائش پذير ہوں ميرا خاوند نشئ تھا اور چھ برس كى ازدواجى زندگى مشكلات اور لڑائى جھگڑے پر مشتمل رہى جو ناقابل برداشت تھى چنانچہ ميں نے طلاق كا مطالبہ كيا ليكن خاوند نے طلاق دينے سے انكار كر ديا.
لہذا مجھے عدالت كا سہارا لينا پڑا اور بالفعل طلاق ہو گئى اس معاملہ كو كئى برس بيت چكے ہيں، اب ميں يہ معلوم كرنا چاہتى ہوں كہ آيا يہ طلاق صحيح تھى يا نہيں ؟
اور اگر ميں نئے سرے سے اس كى بيوى بن كر واپس خاوند كے پاس جانا چاہوں تو كيا طريقہ ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اگر خاوند تباہى والے كام مثلا شراب نوشى يا نشہ كرنے پر اصرار كرے تو بيوى كے ليے خاوند سے طلاق طلب كرنا جائز ہے، اور اگر خاوند طلاق دينے سے انكار كر دے تو پھر شرعى عدالت ميں قاضى كے سامنے معاملہ پيش كيا جائے تا كہ وہ خاوند پر طلاق لازم كرے، يا پھر خاوند طلاق دينے سےانكار كرنے كى صورت ميں شرعى قاضى خود طلاق دے دے.

اور اگر شرعى عدالت اور شرعى قاضى نہ ہو تو پھر اس معاملہ كو اپنے علاقے ميں موجود اسلامى مركز اور اسلامك سينٹر ميں اٹھانا چاہيے تا كہ وہ خاوند كو طلاق دينے پر راضى كريں، يا پھر اسے خلع كى دعوت ديں، اور اس شرعى طلاق كے بعد ضرورت كى بنا پر اسے غير شرعى عدالت سے تصديق كرانا جائز ہے.

دوم:

جب آپ نے غير شرعى عدالت كا سہارا ليا اور عدالت نے خاوند كو طلاق دينے كا كہا تو خاوند نے طلاق كے الفاظ بولے يا پھر طلاق كى نيت سے طلاق كے الفاظ لكھ ديے تو طلاق واقع ہو گئى ہے.

اور اگر خاوند نے نہ تو طلاق كے الفاظ بولے اور نہ ہى طلاق كى نيت سے طلاق كے الفاظ لكھ كر ديے، بلكہ عدالت

نے طلاق کا فیصلہ کر دیا تو کافر جج کی طلاق واقع نہیں ہوتی.

فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ قاضی کو مسلمان ہونا چاہیے جو مسلمانوں کے فیصلے کرے؛ کیونکہ قضاء ایك قسم کی ولایت ہے اور کافر شخص کسی مسلمان شخص کا ولی نہیں بن سکتا.

ابن فرحون رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے: جن شروط کے بغیر قضاء صحیح نہیں اور نہ ہی ولایت قائم ہو سکتی ہے وہ دس شرطیں ہیں:

اسلام، عقل، اور مرد، اور آزادی، اور بلوغت، اور عادل ہونا، اور علم، اور ایك ہونا، سماعت و بصارت والا ہونا اور گونگا نہ ہونا، پہلی آٹھ شرطیں تو ولی کے صحیح ہونے میں ہیں اور آخری تین شرطیں صحیح ہونے کے لیے شرط نہیں لیکن ان کے نہ ہونے کی صورت میں اسے معزول کرنا واجب ہو جائیگا.

اس لیے بالاتفاق کافر کی ولایت صحیح نہیں، اور نہ ہی مجنون شخص کی " انتہی

دیکھیں: تبصرة الحكام (1 / 26) اور الموسوعة الفقهية (33 / 295) کا بھی مطالعہ کریں.

فقہاء شریعت کمپلیکس امریکہ کی دوسری کانفرنس جو کوپن ہیگن ڈنمارك میں رابطہ عالم اسلامي کے تحت 4 ـ 7 جمادی الاول 1425 ھـ الموافق 22 ـ 25 جون 2004 میلادی میں منقد ہوئی اس کا اختتامی بیان یہ تھا:

جب کسی ایسے ملك میں جہاں اسلامی قوانین اور شرعی عدالتیں نہ ہوں اور کسی حق کو حاصل کرنا متعین ہو جائے یا پھر اپنے سے ظلم روکنا مقصود ہو تو غیر شرعی عدالت سے رجوع کرنے کی اجازت ہے.

لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ شرعی علماء کرام سے اس سلسلہ میں رجوع ضرور کیا جائے تا کہ اس موضوع کے بارہ میں واجب کردہ شرعی حکم کو نافذ کیا جا سکے، اور دوسری عدالتوں سے صرف مطالبہ اس کی تنفیذ کی سعی کی جائے.

اور اسی اختتامی بیان کے ساتویں بند میں اسلامی ممالك سے باہر دوسرے ممالك کی سول کورٹس میں جاری ہونے والی طلاق کے متعلق درج ہے:

جب مرد اپنی بیوی کو شرعی طلاق دے دے تو اس کے لیے ان غیر شرعی عدالتوں سے طلاق توثیق کرانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن جب خاوند اور بیوی کا طلاق کے متعلق آپس میں جھگڑا اور تنازع ہو تو پھر شرعی عدالت نہ ہونے کی صورت میں قانونی کاروائی پوری کرنے کے بعد اسلامی مراکز شرعی عدالت کے قائم مقام ہونگے.

اور شادی کو ختم کرنے کے لیے صرف یہ قانونی کاروائی مکمل کرنے سے ہی شرعی طور پر شادی ختم نہیں ہوگی.

اس لیے جب عورت سول کورٹ سے طلاق حاصل کر لے تو وہ اسلامی مراکز جا کر اس طرح کے معاملات کا فیصلہ کرنے والے اہل علم سے رجوع کریں تا کہ شرعی طور پر اس معاملہ کو پورا کیا جا سکے.

مختلف جگہوں پر اسلامی مراکز ہونے کی وجہ سے اور ان سے رجوع کرنے میں سہولت ہونے کی بنا پر اس سے انحراف نہیں کیا جا سکتا " انتہی.

اس بنا پر آپ کو اپنے علاقے کے اسلامی مرکز یعنی اسلامك سینٹر سے رابطہ کرنا چاہیے وہ آپ کے اس معاملہ کو دیکھ کر فیصلہ کریں گے.

سوم:

جب عورت کو اپنے خاوند سے پہلی یا دوسری طلاق ہو جائے اور اس کی عدت گزر جائے تو اس کے لیے اسی خاوند سے نئے مہر کے ساتھ ولی اور گواہوں کی موجودگی میں نیا نکاح کرنا جائز ہے.

لیکن اگر اسے تیسری طلاق ہو چکی ہو تو خاوند کے لیے اپنی مطلقہ عورت کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں حتی کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح رغبت کرے اور یہ نکاح حلالہ نہ ہو، پھر وہ شخص اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو پہلے خاوند کے لیے اس سے نکاح کرنا جائز ہو جائیگا.

واللہ اعلم .